روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد نمبر ۷۴/۳۹ | بدھ ۱۱ شوال ۱۴۰۹ ہجری، ۱۷ ہجرت ۱۳۶۸ ہش، ۱۷ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

سیدنا و امامنا محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت قیام فرما ہیں۔ حضور انور دن رات اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں اور احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے سال کی تاریخ ساز سرگرمیوں میں ہمہ تن متوجہ ہیں۔

احباب کرام خصوصی توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و رحم سے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر لمحہ اپنی تائید سے نوازتا رہے۔

سکرنڈ کے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر منور احمد صاحب کو قتل کر دیا گیا

سندھ میں اب تک ۱۷ احمدی اللہ کی راہ میں قربان ہو چکے ہیں

سکرنڈ ضلع نواب شاہ (سندھ) کے ایک مخلص احمدی مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب کو ۱۴ مئی ۱۹۸۹ء کو دن کے پونے تین بجے کے قریب سوتے میں فائر کر کے ہلاک کر دیا گیا اس طرح سے سندھ میں ایک اور احمدی نے اللہ کے نام پر اپنی جان قربان کر دی۔ واضح رہے کہ اب تک ۱۷ احمدیوں کو سندھ میں قتل کیا جا چکا ہے۔ حالیہ واقعہ کے کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب کی نمازِ جنازہ سکرنڈ شہر میں رات ۹ بجے کے قریب ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ ان کے بھائی مکرم مقصود احمد صاحب نے پڑھائی۔ رات ساڑھے بارہ بجے جنازہ ویگن کے ذریعہ ربوہ کی سمت روانہ ہوا اور ۱۵ مئی کو رات ۸½ بجے جنازہ ربوہ پہنچا اور رات ساڑھے دس بجے دارالضیافت میں نمازِ جنازہ ہوئی جو مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی اور باوجود اس کے کہ رات کافی گزر چکی تھی۔ بڑی تعداد میں احباب کرام نے تدفین میں بھی شرکت کی جو قبرستان عام نمبر ۱ میں عمل میں آئی۔

اللہ کی راہ میں جان فدا کر کے عظیم مرتبہ پانے والے محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب کی عمر ۳۳ سال تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ تین بچے عزیزہ منصورہ ۶ سال، عزیز عدیل احمد ۴ سال، اور عزیز وقاص احمد ۲½ سال چھوڑے ہیں۔

موصوف شہر سکرنڈ کی نہایت مقبول شخصیت تھے آپ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کے صاحبزادے تھے۔ قریباً ۱۵ سال سے سکرنڈ شہر میں جو نیشنل ہائی وے پر واقع ایک قصبہ ہے، اپنا کلینک چلا رہے تھے۔ بعد دوپہر کے وقت گھر نہ جاتے بلکہ کلینک ہی میں آرام کرتے۔ وقوعہ کے روز بھی چارپائی پر لیٹے آرام کر رہے تھے کہ دو نامعلوم حملہ آور جو سکوٹر پر سوار تھے آئے ان میں سے ایک باہر کھڑا رہا اور دوسرا جو کاربین سے مسلح تھا اندر آیا محترم ڈاکٹر صاحب چارپائی پر سیدھے لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ حملہ آور نے سینے پر کئی فائر کئے اور ڈاکٹر صاحب موقع پر ہی اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔

اطلاع ملنے پر مقامی پولیس موقعہ پر پہنچی انکو بتایا گیا کہ اللہ کے راستے میں جان دینے والے کی کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی۔ صرف احمدی ہونا ان کا جرم تھا جس کی پاداش میں ان کی جان کی قربانی لی گئی۔

محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب مقامی جماعت کے سیکرٹری امور عامہ اور سابق قائد خدام الاحمدیہ تھے۔ نہایت مخلص احمدی تھے۔ نمازوں کے پابند اور تلاوت قرآن کریم کے شیدائی تھے۔ اپنوں غیروں میں یکساں مقبول اور معروف تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی راہ میں جان قربان کرنے والے اس مخلص اور فدائی احمدی کو اپنے فضلوں سے نوازے اپنی رحمت کا سلوک کرے اور درجات قرب میں بڑھاتا رہے۔

کینیڈا

کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی کتابوں کی نمائش کے موقع پر کرنل ریٹائرڈ سعید صاحب (انتہائی بائیں) مربی انچارج مکرم نسیم مہدی صاحب ایک صحافی کو نمائش کے بارے میں انٹرویو دے رہے ہیں

مکرم مولوی عبدالرحمٰن مبشر صاحب گردے میں ورم کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اس سے قبل پیشاب کی تکلیف سے بیمار رہے ہیں۔ پراسٹیٹ کے آپریشن کے بعد سے ابھی طبیعت بحال نہیں ہوئی۔ مولوی صاحب موصوف ایک کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ احباب کرام سے مولوی صاحب کی صحتیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ وہ اس وقت اپنے داماد مکرم سید عثمان شاہ صاحب کوارٹر نمبر ۶۴ صدر انجمن احمدیہ میں قیام فرما ہیں۔

مکرم و محترم سعید احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ واہ کینٹ کو ربوہ میں مجلس مشاورت کے تیسرے دن کارروائی کے دوران دل کا شدید دورہ پڑا۔ فوری طور پر فضل عمر ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں دو دن زیر علاج رہے۔ افاقہ ہونے پر بذریعہ ایمبولینس ربوہ سے واہ تشریف لائے اب ان کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو کامل صحت عطا فرمائے۔ موصوف ربوہ قیام کے دوران اور یہاں عیادت کے لئے آنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

محمد ارشد۔ نائب قائد مجلس واہ کینٹ

آسامی خالی ہے

فضل عمر ہسپتال میں جنریٹر آپریٹر کی آسامی خالی ہے۔ مرکز سلسلہ میں رہ کر خدمتِ سلسلہ کرنے والے نوجوان اوقاتِ کار میں اپنے درج ذیل کاغذات کے ساتھ ملیں۔

۱۔ الیکٹریشن کا ڈپلومہ
۲۔ سند میٹرک
۳۔ درخواست مصدقہ از لوکل صدر جماعت کی سفارش کے ساتھ

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ
معلوم کس راہ سے قبول کئے
جاؤ۔ (الوصیت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد : پرنٹر: قاضی منیر احمد : مطبع : ضیاء الاسلام پریس
ربوہ ۔ مقام اشاعت : دار النصر غربی ربوہ ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷ ہجرت ۱۳۶۸ ۱۷ مئی ۱۹۸۹ء

ہماری مسلسل دعائیں

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے شرائطِ بیعت میں ایک شرط یہ تحریر فرمائی ہے کہ حضور کو ماننے والا کوئی شخص کسی صورت میں بھی کسی مسلمان کو زبان سے یا ہاتھ سے دکھ نہیں پہنچائے گا۔ اسی طرح حضور اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے یعنی ان سے مروت سے پیش آیا جائے۔

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ساری عمر ہندوستان اور بعد میں پاکستان کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے تگ و دو کی۔ زبان سے بھی اور تحریر سے بھی۔ حضور کی بعض تحریروں کی تو مسلمان عمائدین نے دل کھول کر داد دی اور بعض نے یہ بھی کہا کہ ہمیں تو یہ غیر مسلم لیکن مسلمانوں کی جو خدمت انہوں نے سر انجام دی ہے اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اخبارات ایسے بیانات سے بھرے پڑے ہیں اور متعدد کتابیں اس بات کی گواہی دیتی ہیں۔

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے بارہا اپنے خطبات میں اور جلسہ سالانہ کی تقاریر میں فرمایا کہ بے شک ہماری مخالفت کی جاتی ہے لیکن یہ مخالفت کرنے والے تو ہزار میں ایک بھی نہیں۔ باقی تمام لوگ نہایت اچھے ہیں۔ اگرچہ شرافت گونگی ہونے کی وجہ سے وہ چپ ہیں۔ حضور نے جماعت کو تلقین فرمائی کہ پاکستان اور مسلمانوں کے لئے دعائیں کی جائیں۔ ہمیں تو یہ بھی یاد ہے کہ ایک موقع پر حضور نے فرمایا کہ اپنے لئے ہر دعا کو چھوڑ کر صرف اور صرف پاکستان ہی کے لئے دعائیں کی جائیں۔

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے باوجود اس کے کہ مخالفت نے شدت اختیار کر لی حتیٰ کہ حضور کو پاکستان چھوڑ کر بیرون ملک جانا پڑا لیکن روزِ اوّل سے آج تک حضور جماعت کو یہی تلقین فرما رہے ہیں کہ پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے دعائیں جاری رکھی جائیں۔

یہ ہے فرق ہم میں اور دوسروں میں۔ دوسرے ہمیں برا کہہ کر گالیاں دیتے ہیں اور ہم انہیں اچھا کہہ کر دعائیں دیتے ہیں اور دعائیں دیتے ہی رہیں گے۔

جو کرم ہے مجھ پہ مولیٰ وہ جہاں میں عام کر دے
سبھی تجھ سے خیر پائیں یہی اہتمام کر دے
جو جسے بھی مانتا ہو اُسے محترم سمجھ کر
دل پُر خلوص جو بھی کہے تیرے نام کر دے

ابوالاقبال

★★★★★

شہزاد احمد

آپ گزشتہ دنوں ربوہ تشریف لائے اور وزیر آغا کی زیر صدارت اور محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ناظر تعلیم کے زیر اہتمام ایک مقالہ پیش فرمایا بعد میں مکرم شیخ شمیم خالد صاحب نے چند ایک سوالوں سے محفل کو مزید استفادہ کا موقعہ بہم فرمایا۔ (مدیر)

ہم جسے ڈھونڈ رہے ہیں تری خوشبو تو نہیں
خوار دُنیا میں کیا جس نے ہمیں تُو تو نہیں

یہی کافی ہے کہ چُپ چاپ گزر جائے عمر
اس محبّت میں کوئی خیر کا پہلو تو نہیں

دُور تک چھوڑ گیا ایک اندھیرے کی لکیر
یہ ستارہ کوئی بجھتا ہوا جگنو تو نہیں

کیوں ہر اِک شے مجھے دُھندلائی ہوئی لگتی ہے
کہیں سیلاب مری آنکھ کا آنسو تو نہیں

اتنا زخمی ہوں کہ پرواز نہیں کر سکتا
یہ بکھرتا ہوا بادل مرا بازو تو نہیں

یہ جو دل میں نظر آتے ہیں ستارے شہزاد
اس کی آنکھوں کا جگایا ہوا جادو تو نہیں

غزل

چاندنی ہے چمن ہے لالے ہیں!
حُسن نے کیسے رُوپ ڈھالے ہیں

کھل رہا ہے گلاب کانٹوں میں
کھیل قدرت کے کیا نرالے ہیں

دیکھ اُفق پر گھٹا جو ہے اس میں
کچھ اندھیرے ہیں کچھ اُجالے ہیں

اِک نئی رُت سنورنے والی ہے
کچھ نئے رَنگ اُبھرنے والے ہیں

شاید اِک شمع بن کے روشن ہوں
ہم نے جو داغ دل میں پالے ہیں

ہم نے صدیوں کی رات کاٹی ہے
ہم نئی صبح کے اجالے ہیں

عبدالسلام اختر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

(از مکرم صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ایس۔پی سکھر)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

میرے والد محترم حضرت صوفی محمد علی صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ۳۱۳ رفقاء میں سے تھے۔ وہ اور حضرت عرفانی صاحب کے چچا شیخ مولا بخش صاحب یہ بھی ۳۱۳ والی لسٹ میں شامل ہیں۔ ان ہر دو کے اس لسٹ میں نمبر ۲۱۳، اور ۲۱۶، ہیں اور ان ہر دو کی بیعت غالباً ۱۸۹۰ء ۱۸۹۱ء کی ہے) احمدیت کے زمانہ میں تقریباً ہر کام میں خواہ دین کا ہو یا دنیا کا اکٹھے ہی رہے۔ قادیان دارالامان اکٹھے ہی جاتے۔ تقریباً ۱۸۹۸ء و ۱۸۹۹ء سے جبکہ میں کوئی ۶، سال کا ہی تھا۔ میرے والد صاحب بزرگوار مجھے دارالامان لے جانے لگے اور مجھے یاد ہے کہ جب سالانہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یکے سواری کے لئے نہ ملتے تو قافلہ کی شکل میں سب احباب پیدل چل پڑتے اور مجھے میرے والد اور دوسرے لاہور کے بزرگ کندھوں پر اٹھا کر مہمان خانہ تک لے جاتے۔ دارالامان کے قیام کے دوران میں حضرت عرفانی صاحب کے مکان پر رہتے تھے۔ شیخ مولا بخش صاحب کے بڑے لڑکے شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔اے بی۔ٹی اور میں اول مشن ہائی سکول رنگ محل لاہور اور بعد میں اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور میں اکٹھے ہی ایک جماعت میں میٹرک تک رہے۔ اور ۱۹۰۸ء میں جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات حسرت آیات لاہور میں ہوئی تو میں اس وقت ایف۔اے میں اسلامیہ کالج میں پڑھتا تھا اور پھر اسلامیہ سکول میں ہی تھے۔ شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب کے چھوٹے بھائی شیخ مسعود احمد صاحب رشید بی۔اے بی۔ای جو پرنٹنگ انجینئر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تھے۔ اور حال ہی میں لاہور ہسپتال میں فوت ہوئے ہیں۔ یہ گو بچے ہی تھے مگر ان کو بھی گاہے گاہے ساتھ لاتے تھے۔ یہ عرفانی صاحب کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کی وجہ سے بھی میرا محترم عرفانی صاحب کے ہاں آنا جانا بہت تھا۔ حضرت عرفانی صاحب پہلے ایک کرایہ کے مکان میں بکوں والے پرانے اڈے کے قریب رہتے تھے اور پھر کافی عرصہ بعد وہ اس محلہ میں آئے جہاں انہوں نے اپنا مکان بنا لیا تھا اور الحکم اسٹریٹ کے نام سے وہ گلی مشہور تھی۔ آپ اس زمانہ میں عرفانی کی جگہ تر آب کا لفظ استعمال کرتے تھے۔

جب مجھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی مجالس میں بیٹھنے کا شعور ہوا تو میں نے حضرت عرفانی صاحب کو اکثر اس مجلس میں پایا۔ آپ ہمیشہ تین چار پنسلیں، اچھی طرح تراش کر اپنے ساتھ رکھتے اور جہاں بیٹھتے اپنے پاس رکھ لیتے اور بانی سلسلہ احمدیہ کی مبارک گفتگو یا تقریر کو تیزی سے لکھتے جاتے۔

جب بھی دارالامان جانے کا موقعہ ملتا میں ان کے پاس ضرور جاتا۔ اور یہ کوئی نہ کوئی کتاب جو ان کی اپنی لکھی ہوئی ہوتی مجھے ضرور دیتے اور بڑی محبت اور پیار سے گھر کے حالات معلوم کرتے

حضرت عرفانی صاحب بڑے متوکل شخص تھے۔ اور ان کا گھر کا خرچ بھی عام طور پر کھلا ہوتا تھا۔

آپ پیدائشی صحافی اور مؤلف تھے آپ نے سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کو جس رنگ میں قلم بند کیا ہے وہ رہتی دنیا تک ان کے نام کو قائم رکھے گا۔

حضرت عرفانی صاحب کی کتاب حیات احمد کے کئی حصے ہیں اور یہ ایک قسم کی احمدیت کی تاریخ ہے۔ اس میں انہوں نے میرے والد ماجد صوفی محمد علی صاحب کا بھی بعض مقامات میں ذکر کیا ہے اور کسی جگہ خاکسار کا بھی ذکر کیا ہے۔

الغرض عرفانی صاحب کو خاکسار کے والد صاحب اور خاکسار سے خاص محبت تھی اور گاہے گاہے مجھے خط بھی لکھا کرتے تھے اور میں بھی ان کو دعا کے لئے لکھا رہتا تھا۔

تقسیم ہند کے بعد پاکستان بننے پر ان کے کنبہ کے کچھ افراد کراچی اور ضلع سکھر میں آکر قیام پذیر ہوئے تھے تو ان کی نگہداشت اور ضروری مدد کے لئے خاص طور پر مجھے کئی دفعہ لکھا اور اسطرح مجھے خدمت کا موقع مل کر موجب ثواب ہوا۔

اب آخری دفعہ جب وہ براستہ کراچی ربوہ تشریف لے جا رہے تھے تو انہوں نے مجھے راستہ میں روہڑی اسٹیشن پر ملنے کی اطلاع دی۔ کافی رات گذرے ٹرین پہنچی۔ آپ اٹھ کر بیٹھے ہوئے تھے بڑی محبت سے ملے۔ میں نے کچھ سکھر کے بسکٹ اور روہڑی کی کھجوریں خدمت میں پیش کیں۔ دیکھ کر بڑی محبت کا اظہار کیا اور دعائیں دیتے رہے اور کہنے لگے کہ اب تو ۹۰ کے قریب پہنچ گیا ہوں۔ سماعت کم ہو گئی ہے

اور زندگی کا لطف جاتا رہا ہے۔ ٹرین چل پڑی اور دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

یہ آپ کی آخری ملاقات تھی۔ بعد میں شکریہ کا خط لکھا۔ آپ کی طرز تحریر بڑی جاذب ہے۔

احمدیت پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے اور جنت میں خاص جگہ عطا فرمائے۔

آپ کے فرزند رشید شیخ محمود احمد صاحب عرفانی المصری آپ کے صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ لیکن افسوس کہ وہ جوانی میں ہی فوت ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ ان کے دیگر فرزندوں اور افراد خاندان کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

عبدالحمید۔ حلقہ عزیز آباد۔ کراچی

بہائیت

امریکہ میں بہائی ہونے والے لوگوں سے جو فارم پُر کروایا جاتا ہے اس کا متن یہ ہے:

یہ فارم پروفیسر براؤن کی کتاب MATERIAL FOR STUDY OF THE BABI RELIGION صـ۱۲۱ پر درج ہے۔ اس فارم کا مکمل اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"اے غصنِ اعظم (عبدالبہاء) میں عاجزی سے حلفیہ اقرار کرتا ہوں۔ خدائے قادرِ مطلق کے ایک اور یگانہ ہونے کا جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں اس کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دیدی ہے۔ اے غصنِ اعظم! جو اس کا سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس روحانی بادشاہت میں قبول کیا جائے اور میرا نام بھی ایمانداروں کے رجسٹر میں درج کیا جائے۔ اگلے جہان اور اس دنیا کی برکات کے لئے درخواست کرتا ہوں، اپنے لئے اور اپنے قریبی عزیزوں کے لئے۔ آپ مجھے ان روحانی تحفوں اور دیگر طاقتوں سے نوازیں جن کا مجھے اہل سمجھیں۔

آپ کا عاجز غلام ....."

انسان کی عظمت

ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے۔ اس صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔ وہاں تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان، انسان بنتا ہے بلکہ کندن ہو جاتا ہے۔ حساب کے دن خدا تعالیٰ یہ پوچھے گا کہ میں نے جو استعداد تجھ میں ودیعت کی تھی۔ اسے کمال تک پہنچانے اور اس سے کام لینے میں تو نے کیا کوشش کی اور خلق اللہ کو اس سے کیا فیض پہنچایا۔

نپولین کا ایک قول مجھے نہیں بھولتا فتح پروشیا کے بعد جب وہ فریڈرک اعظم کی قبر پر گیا۔ تو دیکھا کہ فریڈرک کی تلوار قبر پر لٹک رہی ہے۔ تلوار اٹھا لی اور ایک ساتھی کے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اسی پیرس کے عجائب گھر کی نذر کروں گا۔ یہ سن کر نپولین کے ایک جنرل نے کہا کہ اگر مجھ کو ایسی باعظمت اور تاریخی تلوار ملتی تو میں کبھی کسی دوسرے کو نہ دیتا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتا۔ نپولین نے اس جنرل کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا میرے پاس میری تلوار نہیں ہے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر میری اپنی تلوار میں جوہر نہیں تو میرے لئے کسی دوسرے کی جوہر دار تلوار رکھنا باعث عزت نہیں بن سکتی۔ پس سچی عظمت کی راہ یہ نہیں ہے کہ فریڈرک کی عظمت یافتہ تلوار لوگوں کو دکھلائیں سچی عظمت وہ ہے جو خود ہماری تلوار کو ہماری نسبت سے ملی ہو۔ اگر ایسا ہو گیا ہے تو یہ بس کرتا ہے ہم کو اپنی نیام میں صرف اپنی ہی جوہر دار تلوار رکھنی چاہیئے۔ دوسروں کی تلوار کی نمائش سے اگر دیکھنے والوں کا تعجب و احترام حاصل بھی کر لیا گیا تو احترام کے اصل مالک ہم نہیں تلوار کا مالک ہے!

خاندان کے فخر کا بت بھی اسلام نے

بقیہ! صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ سیٹ

خواتین کی سماجی مصروفیات

ربوہ میں احمدی خواتین کی خواندگی کی نسبت دیکھی جائے تو پاکستان کے ہر حصے سے بڑھ کر یہاں خواتین خواندہ ملیں گی۔ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ یہاں سو فیصد خواتین لکھی پڑھی ہیں۔ اس بات کے حصول کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ احمدیہ جماعت کے آغاز ہی سے کسی نہ کسی رنگ میں کوشش جاری رہی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ قرآن مجید اور حدیث کی تعلیمات سے احمدی خواتین کو باخبر رکھنے کے لئے دن میں درس دیا کرتے تھے۔ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو دین "حق" کو ترقی حاصل ہو جائے گی" اور جب ہم نے یہ سطور لکھتے ہی حضور کی تقاریر (ولاذہار لذوۃ النہار) کا دوبارہ مطالعہ کیا تو یوں معلوم ہوا کہ گویا ہر تقریر میں حضور کا زور عورتوں کی تعلیم پر ہے۔ حضور کا یہ عالم لگتا ہے کہ عورتوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے اور ان کی تعلیم کے انتظامات کرنے سے کبھی نہ تھکتے تھے جیسے ایک مہم جس کے لئے حضور ہر لمحہ کوشش فرماتے تھے۔ لجنہ کا قیام فرمایا تھا تو اس کے ذریعہ بھی عورتوں کی تعلیم کا انتظام کیا عالمہ/علیمہ کی کلاسیں کھولیں تو اس کا مقصد بھی یہ تھا کہ جماعت کی عورتیں دین کی تعلیم میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں۔ لڑکیوں کے کالج نصرت گرلز کالج کے افتتاح کے موقعہ پر حضور نے فرمایا "یہ کالج میں نے اس لئے کھولا ہے کہ اب دین اور دنیا کی تعلیم چونکہ مشترک ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسے مشترک کر دیا جائے۔ اس کالج میں پڑھنے والی دو قسم کی لڑکیاں ہو سکتی ہیں۔ کچھ تو وہ ہونگی جن کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینوی کام کریں اور کچھ وہ ہونگی جن کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دین کی خدمت کریں۔ میں دونوں سے کہتا ہوں کہ دینی خدمت بھی دنیا سے الگ نہیں ہو سکتی اور دنیا کا کام بھی دین سے الگ نہیں ہو سکتا"

اسی لئے حضور نے جماعت کی توجہ اسطرف مبذول فرمائی کہ عورتوں کو سارا دن گھر کا کام کاج کرنے اور تین دفعہ کھانا پکانے سے کسی نہ کسی رنگ میں فراغت ملنی چاہیئے حضور نے یہ بھی تجویز فرمایا کہ بازار میں ایسی دکانیں ہونی چاہیں جو تینوں وقت کا کھانا مہیا کر سکیں تاکہ عورت چولہے چونکے اور برتن کے دھونے مانجھنے سے کسی قدر فراغت حاصل کر لے۔ اب قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر کے زمانے میں ایک بات عام طور پر سنی جاتی ہے اور اس سے دل کے کئی گوشے جاگ اٹھتے ہیں اور خوشی کی لہریں چلنے لگتی ہیں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ یوں لگتا ہے کہ احمدیہ جماعت میں عورتیں ہی مصروف کار ہیں۔ ایسی بات تو نہیں مرد بھی بہت سے کام کر رہے ہیں لیکن نسبتاً دیکھا جائے تو ہماری عورتیں مائیں بہنیں بیٹیاں خاصی حد تک مصروف ہیں۔ انکے سماجی کام مردوں کی نسبت زیادہ وسعت اور سرعت کے ساتھ ہو رہے ہیں انکی چھوٹی بچیوں کی تربیت کے پروگرام زیادہ بہتر طریق پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے اجلاس باقاعدگی سے منعقد ہوتے ہیں۔ اور ایک کثیر تعداد خواتین کی ان اجلاسوں میں شرکت کرتی ہے۔ حالانکہ یہ اجلاس ہفتہ واری ہیں کوئی تقریب ہو مثلاً عید تو خواتین کی ڈیوٹیاں لگ جاتی ہیں کہ کس طرح بٹھانا ہے کس طرح بچوں کو چپ کرانا ہے۔ کس طرح نہایت محبت کے ساتھ عورتوں کی رہنمائی کرنی ہے یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ ہماری خواتین واقعی اللہ کے فضل سے بہت ایکٹو ہیں۔ مصروف کار ہیں اور مفید کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ یورپ میں بعض بیوت الحمد ہماری خواتین کے چندے سے بنی ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں حقیقتاً بہت بڑی بات ہے۔ دنیا کی عورتیں مختلف حیثیت میں ملتی ہیں بعض جگہوں پر بہت مصروف کار بلکہ ضرورت سے زیادہ مصروف کار اور بعض جگہوں پر ابھی یہ کام شروع بھی نہیں ہوا۔

کہتے ہیں کہ کوریا میں عورتیں ایک سماجی طاقت کی صورت میں ابھر رہی ہیں اس لئے کہ انہوں نے سماج کو سدھارنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ وہاں کی ایک خاتون پروفیسر ہیں۔ جن کا نام ہے لی اوک کیونگ LEE OK KUNG جو اینوا وومن یونیورسٹی سیئول میں تدریس کا کام کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اگرچہ عورتوں کے متعلق عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ صرف دوسروں کی کمائی پر ہی خرچ کرنے کے قابل ہیں۔ اب وہ سماجی تبدیلی میں وہ اگلی صفوں میں نظر آتی ہیں۔ عورتوں کا کام ان کا خیال ہے یہ نہیں کہ وہ اپنے رنگ و روپ دوسروں کو دکھائیں۔ بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوں اور اخلاق کی ٹوٹی پھوٹی اقدار کو جوڑ کر پھر قابل ذکر اور قابل فخر بنا دیں۔ اور یہ سماجی تبدیلی اس لئے پیدا ہوئی کہ وہاں تعلیم کے بہت زیادہ مسائل تھے گندگی یا آلودگی اور مکانوں کی کمی مسئلہ بنے ہوئے تھے۔ یہ باتیں سماج اور حکومت کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے لیکن اب ان ذمہ داریوں کو نجی طور پر حل کرنے کا وقت آگیا ہے۔

مثال کے طور پر عورتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کا دھیان کریں اور خاص طور پر اس بات کو مدنظر رکھیں کہ کہیں خوراک زہریلی تو نہیں ہو گئی اور اس کے لئے انہیں سماجی کاموں کی مہمات میں اپنے آپ کو مصروف کرنا نہایت ضروری ہے خاص کر کوریا کی خواتین پہلے وقتوں کی خواتین سے بالکل مختلف راہ پر کھڑی ہیں۔ پہلے یہ سوچا جاتا تھا کہ عورت مستقل مزاج ہو بہت زیادہ کام کرنے والی ہو۔ بہت زیادہ مطیع ہو اپنے آپ کو مارنے والی یعنی اپنے آرام سکھ چین کو دوسروں کے لئے ہر وقت ہر حال میں قربان کرنے والی ہو۔ کہا جا سکتا ہے کہ اپنے روائتی کردار میں اپنے تشخص کا پوری طرح انکار کرتی تھی۔ وہاں پر ایک مثال دی جاتی ہے جسے عورتوں کی زندگی کے ساتھ وابستہ کیا جاتا تھا۔ وہ مثال یہ ہے کہ جب مرغی کڑکڑاتی ہے تو گھر کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ شائد ایسی باتیں دوسرے ملکوں میں بھی مشہور ہیں۔ مثلاً ہمارے اپنے برصغیر میں یا برصغیر کے جس حصے میں ہم رہتے ہیں وہاں اگر شام کے وقت مرغ آذان دے تو کہا جاتا ہے کہ اسے ذبح کر لو کیونکہ یہ آذان منحوس ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال کوریا میں بھی یہی سمجھا جاتا تھا اور اس سے نتیجہ یہ نکالا جاتا تھا کہ اگر عورت کو آزادی مل جائے تو یہ گھروں کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے تو پھر وہ کہتے ہیں کہ سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہمارے گذرے ہوئے کل کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ کیا آج کی سماجی کارکنان کل کی عورتوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ کوریا کی تاریخ میں ایسے بھی وقت آئے کہ جب عورت کا تشخص موجود تھا۔ اور انکے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ آزاد ہیں مثلاً کوریو ڈائی نسٹی (Dynasty) جس نے ۱۹۱۸ء سے ۱۳۹۲ء تک حکومت کی ان کے ایام میں خواتین سماجی کام سے روکی جاتی تھیں کیونکہ وقت نے اپنے آپ کو ان پر حاوی کر رکھا تھا۔ لیکن بیوہ عورتوں کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ شادی کر لیں۔ جبکہ چوسم ڈائی نسٹی جس نے ۱۳۹۲ء سے ۱۹۱۰ء تک حکومت کی کے عہد حکومت میں بیوہ عورتوں کو دوبارہ شادی کی اجازت نہیں تھی۔ سلا ڈائی نسٹی ۵۷ قبل مسیح سے ۹۳۵ء تک عورتوں کی حیثیت یہ تھی کہ وہ سیاست میں باقاعدہ حصہ لے سکتی تھیں۔ اور یہ اس بات سے بھی واضح اور ثابت ہو جاتا ہے کہ اس عرصے میں تین عورتوں نے حکومت کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس عہد میں عورتوں کو باوفا رہنے کے لئے صرف یہی شرط تھی کہ ان کے خاوند زندہ ہوں۔ جب انکے خاوند فوت ہو جاتے تھے تو پھر وہ جہاں چاہیں شادی کر سکتی تھیں ۵۷ قبل مسیح سے ۹۳۵ء تک تین بادشاہتیں آپس میں جنگ و جدال میں مصروف رہیں۔ اور ان جنگوں کی وجہ سے بہت سے نوجوان یا تو جنگ میں چلے گئے یا ہلاک ہو گئے۔ اسطرح جن عورتوں کے خاوند ہلاک ہوئے انکو اس بات کی تلقین کی جاتی تھی کہ بجائے اس کے کہ فوت شدہ خاوند کی وفادار رہیں۔ وہ بہادری کا ثبوت دیں شائد اس سے یہ مطلب ہو کہ وہ دوبارہ شادی کر لیں۔ ایک قدیم حکومت کے عہد میں عورتوں کو سختی سے اس بات کا پابند کیا جاتا تھا۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا عبدالستار ایدھی صاحب

دوا دارو سے دکھی انسانیت کی خدمت کرنا ایک نہایت امتیازی اور معزز نوعیت کی خدمتِ خلق ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے انتہائی مصروف اوقات کار کے باوجود غریبوں کے لئے اپنے پاس دوا دارو رکھتے تھے۔ ان کی کیفیت سننے کے لئے اچھا خاصا وقت صرف کر کے اور ان کے وقت بے وقت آنے کے باوجود انہیں محبت بھری توجہ سے نوازتے۔ حضور اقدس کے پہلے جانشین باقاعدہ اور ہندوستان کے نامور طبیب تھے جن کا اکثر و بیشتر وقت غریبوں کو دوا دارو دینے میں گزرتا تھا۔ قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے مغربی افریقہ میں صحت جسمانی کے سلسلے میں خدمتِ خلق کے تحت باقاعدہ سند یافتہ ڈاکٹر بھیج کر ڈسپنسریاں قائم کیں۔

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے نصرت جہاں سکیم کے ماتحت ڈسپنسریوں کو وسعت دی اور متعدد ممالک میں ایک سے زائد ڈسپنسریاں کھلوائیں۔

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے دنیا بھر کے احمدی ڈاکٹروں کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ وہ افریقہ میں طبی ضروریات کا جائزہ لے کر انہیں پورا کرنے کی سکیمیں تیار کریں۔ مشرقی افریقہ میں تو حضور نے ہومیو پیتھی علاج کے رواج کی بھی بنیاد ڈالنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ حتیٰ کہ اس علاقے میں ہومیو پیتھی کالج کھولنے کا اعلان فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ دوا دارو سے دکھی انسانیت کی خدمت ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ کوئی بھی کرلے۔ ضروری نہیں کہ ایک مذہب کا آدمی یہ خدمت کرے تو ہم اسے سراہیں اور دوسرے مذہب کا آدمی خدمت کرے تو ہم اسے پسندیدگی کی نظروں سے نہ دیکھیں اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ یہ خدمت مہیا کرنے والے رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے امتیاز سے بالا ہو کر یہ خدمت کریں۔ پاکستان میں کچھ عرصے سے ایک نام بہت نمایاں ہو کر سامنے آیا ہے یہ نام ہے۔ مولانا عبدالستار ایدھی۔

مولانا عبدالستار ایدھی گجرات کے (گجرات۔ کاٹھیاوار جو ہندوستان میں ہے) کے ایک چھوٹے سے شہر بانٹوا میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ بچپن میں ایک منہ زور بچہ تھے اور ہمیشہ کسی نہ کسی شرارت پر آمادہ رہتے۔ اور اس سے انہیں خوشی حاصل ہوتی تھی۔ محمد بھروچا جو ان کے ساتھ آجکل انسانی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں کہتے ہیں کہ ایدھی ہمارے لیڈر تھے۔ وہ باغوں پر "چھاپے" مارا کرتے تھے اور وہاں سے پھل لاکر اپنے دوستوں میں تقسیم کرتے تھے۔ بس اوقات سرکسی قسم کی قلابازیاں خود بھی مارتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو بھی سکھاتے تھے۔

اگر کوئی بوڑھی عورت بیمار ہوتی تو وہ اسے ہسپتال لے کے جاتے اور اگر بچے کسی معذور کو تنگ کرتے تو وہ ان کی پٹائی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے

جب ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو ایدھی فیملی بہت سے اور بانٹوا افراد کے ہمراہ پاکستان آگئی اور یہاں کراچی میں سکونت پذیر ہو گئے پہلے انہوں نے کپڑے کی تجارت کی اور پھر ایک دواساز کے پاس ملازمت اختیار کر لی لیکن ہمیشہ ان کے دل میں یہ خواہش کلبلاتی رہی کہ وہ کوئی اور زیادہ مفید کام کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے اس جذبہ کو اس وقت مہمیز ملی جب ان کی والدہ بیمار ہوئیں۔ پہلے ان پر فالج کا حملہ ہوا پھر وہ ذہنی طور پر بھی معذور ہو گئیں۔ والدہ کی بیماری کے سارے عرصہ میں عبدالستار صاحب نے خود انکو نہلایا۔ کپڑے بدلے اور کھانا کھلایا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ انہیں خیال آیا کہ ان کا تو میں ہوں جو یہ سب کام کرتا ہے بہت سے ایسے ہیں جن کی خدمت کرنے والا کوئی بھی نہیں میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں ہسپتال بناؤں ان لوگوں کی رہائش کا انتظام کروں اور یتیم خانے کھولوں۔ لیکن میرے پاس اتنی رقم کہاں تھی۔ ۱۹۵۰ء میں ایدھی نے بعض کھاتے پیتے لوگوں کے ساتھ مل کر ایک چھوٹی سی خیراتی ڈسپنسری کھولی۔ لیکن اس ڈسپنسری سے وہ جلد ہی دل برداشتہ ہو گئے کیونکہ یہاں سے صرف بانٹوا مسلمانوں کو دوا دارو ملتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ ہم سب انسان ہیں اور ہم سب تکالیف میں سے گزرتے ہیں خواہ مسلمان ہوں یا ہندو یا عیسائی یا یہودی اور ہم سب کو مدد کی ضرورت ہے۔ ۱۹۵۳ء میں ایدھی نے اپنے مزید چند دوستوں کو ساتھ ملایا اور ایک ہمہ وقتی ڈسپنسری کھولی جس کا بنیادی اصول یہ تھا کہ مذہب و ملت کی تفریق کے بغیر خدمت سرانجام دی جائے۔ اس گروپ نے لوگوں کو تعلیم دینے کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا۔

انہی ایام میں عبدالستار ایدھی صاحب کو یہ احساس ہوا کہ کراچی میں ایمبولینس کی فراہمی ایک مشکل کام ہے۔ انہوں نے اکثر لوگوں کو ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں مرتے دیکھا لیکن جب وہ ایمبولینس کا مطالبہ کرتے تو اکثر ایمبولنس نہ مل سکتی۔ انہوں نے چندے کے طور پر اکٹھا کیا ہوا روپیہ ایک پرانی پک اپ خریدنے پر صرف کیا اور اس پک اپ کو ایک بھدی سی ایمبولنس میں تبدیل کر لیا۔ یہ تھی ان کی ایمبولنس کی سروس کی ابتدا۔ آج ان کے پاس ۲۴۵ ایمبولنس گاڑیاں موجود ہیں۔ یہ تعداد پاکستان میں کسی ایک شخص یا تنظیم کی نسبت سب سے زیادہ اور بہتر طریق پر منظم کی جانے والی تعداد ہے ان کا مرکز کراچی میں ہے اور کراچی کے علاوہ بعض دوسرے شہروں میں بھی ایمبولنس مہیا کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہماری ایمبولنس سروس کے ذریعے سڑکوں پر اموات میں ۶۰ فی صد کمی ہو گئی ہے۔ ۱۹۵۰ کے دہاکے میں جب کراچی میں انفلوائنزا نے متعدی بیماری کی صورت اختیار کر لی تو ایدھی صاحب کے پاس صرف ایک ہی ایمبولنس تھی لیکن اس کے ذریعے انہوں نے اور انکے رضاکاروں نے اتنا مفید کام کیا کہ ممنونیت کے جذبات کے اظہار کے لئے کراچی کے شہریوں نے انہیں ۲ ہزار چار سو ڈالر چندے کے طور پر اکٹھے کر دیئے۔ اس رقم سے ایدھی صاحب نے ایک زچہ بچہ خانہ اور ایک نرسنگ سکول جاری کیے۔ سکول میں جو نرسیں کام کرتی تھیں انہیں میں سے ایک نرس بلقیس جو بانٹوا مسلمانوں ہی کی بیٹی تھی کو انہوں نے اپنی رفیقہ حیات بنا لیا۔ اگرچہ دونوں کی عمروں میں ۱۵ سال کا تفاوت ہے اور یہ نرس اسوقت ۴ بچوں کی ماں تھی۔ اب یہ دونوں مل کر کام کرتے ہیں۔ اور بلقیس کہتی ہیں کہ انہوں نے بے اولاد گھرانوں کو کم از کم ایک ہزار بچے مہیا کئے ہیں۔ اگرچہ ایدھی صاحب کا پس منظر روایتی اسلامی ماحول ہے لیکن عورتوں کے معاملے میں ان کے خیالات خاصے مختلف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عورتیں مردوں سے بھی زیادہ محنت کش ہوتی ہیں اور جہاں تک انکی دیانتداری اور خلوص کا تعلق ہے وہ تو مردوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ان کی ایمبولینس گاڑیوں کو عورتیں بھی چلاتی ہیں اور مرد بھی اور انہوں نے عورتوں کو اس بات کی تربیت بھی دی ہے کہ وہ حادثات کے وقت لاشوں کو کس طرح اٹھا کر گھروں یا ہسپتالوں میں پہنچائیں۔ عبدالستار ایدھی صاحب صرف پاکستانیوں ہی کے لئے یہ خدمتِ خلق فراہم نہیں کرتے۔ انہوں نے ایتھوپیا کے قحط زدہ لوگوں کو ۵۳ ہزار ڈالر دیئے اور فلسطینی مہاجروں کے لئے ۶۶ ہزار ۳ سو ڈالر فراہم کئے بنگلہ دیش کو ایک ایمبولینس پیش کی ہے اور تھائی لینڈ میں عورتوں کا ایک ہوسٹل تعمیر کرنے کے لئے دس ہزار ڈالر دیئے ہیں۔ رفاہِ عامہ کے کام کوئی غصیلی طبیعت والا آدمی تو کر ہی نہیں سکتا۔ ایدھی صاحب کی طبیعت بھی غصیلی نہیں البتہ اتنا سا غصہ ضرور ہے کہ کسی کو پوری طرح اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف نہ پائیں تو اسے دھمکی ضرور دیتے ہیں کہ کام نہیں کرو گے تو نکال دوں گا۔ لیکن یہ الفاظ کہہ چکنے کے بعد ان کا غصہ بھی غائب ہو جاتا ہے اور متعلقہ کارکن بھی پوری طرح کام کرنے لگتا ہے

ایدھی صاحب ایک نہایت پروقار انسان ہیں اور باوجودیکہ بہت بڑی بڑی رقمیں ان کے ہاتھوں خرچ ہوتی ہیں وہ خود ایک متوسط درجے کے انسان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنی بیوی۔ چار بچوں اور ساس کے ساتھ دو کمروں میں ان کی رہائش ہے۔ اپنی تنظیم سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے نہ ہی انکی بیوی کوئی تنخواہ لیتی ہے۔

ایک عرصہ قبل گورنمنٹ کی ایک سکیم میں جو رقم رکھوائی تھی اس کی آمد سے اپنے اخراجات پورے کرتے ہیں۔ کام کے اتنے پھیلاؤ کے باوجود ان کی خواہش ہے کہ اس کو مزید پھیلائیں۔ وہ ایک ہوائی ایمبولینس سروس جاری کرنا چاہتے ہیں۔ بچوں کا ایک جدید ہسپتال بنانا چاہتے ہیں۔ کوڑھیوں کے لئے رہائش اور علاج کا انتظام کرنے کے خواہشمند ہیں۔ جانوروں کے لئے ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ایک ایسا ادارہ بنانا چاہتے ہیں جہاں دو ہزار نرسیں تربیت حاصل کر سکیں۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

اب جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اعلان فرمایا ہے کہ احمدیت کی دوسری صدی میں دکھی انسانیت کی خدمت کو اولیت دی جائیگی ہم سب کا فرض ہے کہ اس بات کو مدنظر رکھیں اور انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر جو کچھ بھی ہو سکتا ہے کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

ایک اور اعزاز

لندن ۱۰ اپریل کی خبر ہے کہ انڈن برا میڈل پاکستانی نوبل انعام کے حامل عبدالسلام صاحب کو پہلا میڈل دیا گیا اور یہ میڈل ان کی اُن خدمات کے سلسلے میں دیا گیا۔ جو انہوں نے تیسری دنیا میں ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے سرانجام دی ہیں۔ سلام صاحب جو کہ تھیوریٹیکل فزکس کے لندن امپیریل کالج میں پروفیسر ہیں نے ہفتے کے دن ایڈنبرا انٹرنیشنل فیسٹیول آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے پہلے انعقاد پر وصول پایا۔ ڈاکٹر سلام صاحب گذشتہ تیس سال سے اس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ ترقی پذیر ممالک کے سائنس دانوں کو ہائی ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنے کے لئے ہر ممکن مدد مہیا کریں۔ انکی انہیں کوششوں کے باعث ٹریسٹ (شمالی اٹلی) میں تھیوریٹیکل فزکس کا ایک ادارہ آج سے ۲۵ سال پہلے قائم ہوا تھا۔ ایڈنبرا لیکچر میں ڈاکٹر سلام صاحب نے سکاٹ لینڈ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہاں بھی ایک ایسا ہی انٹرنیشنل مرکز ہونا چاہیئے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ دنیا بھر کے مسائل، جیسے بارش اور جنگلات کا معاملہ ہے، صرف اسی صورت میں حل کئے جا سکتے ہیں کہ جدید سائنسی علوم کو تیسری دنیا تک پہنچایا جائے۔

ہاورڈ فرتھ جو اس سائنس فیسٹیول کے ڈائریکٹر تھے نے کہا کہ سکاٹ لینڈ کی ڈویلپمنٹ ایجنسی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ ٹریسٹ کی طرح کا ایک ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر سلام صاحب کو دو دیگر امریکن سائنس دانوں کے ساتھ ۱۹۷۹ء میں الیکٹرومیگنیٹزم کی تھیوری پر کام کر کے کامیابی حاصل کرنے کے نتیجے میں نوبل انعام دیا گیا تھا۔

شاردا ایکٹ

نعیم صدیقی ایک ادبی رسالہ سیارہ نکال رہے ہیں آپ ایک معروف ادیب، شاعر اور صحافی ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی شادی لو میرج تھی یا طے کردہ۔ تو نعیم صدیقی صاحب نے جواب دیا کہ جب میری شادی ہوئی تھی تو میرے کھیلنے کودنے کے دن تھے اور میاں بیوی کو اس وقت علم ہوا جب ہمارے بارے میں فیصلہ کر دیا گیا۔ میری شادی کے جلد ہونے کا سبب ایک دلچسپ واقعہ ہے۔

ہوا یوں کہ ۱۹۳۰ - ۱۹۳۲ء میں انگریز حکمران نے شادی کرنے کی عمر کے حوالے سے شاردا ایکٹ کے عنوان سے ایک قانون بنایا۔ جس کی اس موقعہ پر مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کی گئی لیکن جب بات نہ بنی تو اس قانون کے نافذ العمل ہونے کی تاریخ سے پہلے پہلے سینکڑوں شادیاں کر دی گئیں ہماری شادی بھی اسی سلسلے میں ہوئی اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری محبت پیچھے رہ گئی اور ہم آگے نکل گئے۔ بعد میں محبت ہم سے گلہ کرنے آئی مگر ہمارے گھر کی پر محبت فضا کو دیکھ کر پچھلے سے واپس چلی گئی۔

بقیہ۔ انسان کی عظمت

انسان کے بہت سے بنائے ہوئے بتوں کے ساتھ توڑ دیا۔ بہت ممکن ہے کہ ایک نومسلم چمار اپنے حسن عمل سے وہ مرتبہ پائے جو شیخ الاسلام کی اولاد کو نصیب نہ ہو۔ بلال حبشی اور صہیب رومی کی نسبت اس سے زیادہ ہم کیا جانتے ہیں کہ مسلمان تھے اور سلمان فارسی سے جب ان کے خاندان کا حال پوچھا گیا تو کہا "سلمان بن اسلام"۔ بلال سے اللہ کا رسول کہا کرتا تھا "ارحنا یا بلال"۔ اور جب فاروق اعظم کے جنازہ پر نماز کی صفیں کھڑی ہوئیں تو ہزاروں قریشی اور ہاشمی مقتدی تھے۔ اور صہیب رومی امام!! (تذکرہ ابوالکلام آزاد)

ورزش

مکرم محمد اشرف صاحب بھٹی لکھتے ہیں

"ورزش اور اس کی افادیت سے تو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ورزش بہت سی بیماریوں سے بفضلہ تعالیٰ بچاتی ہے اور انسان میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔ تاہم جسمانی ورزش دفاتر میں بیٹھ کر کام کرنے والوں، طلباء اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کیلئے جو کہ جسمانی محنت کم کرتے ہیں یا بالکل نہیں کرتے اشد ضروری ہے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ ایسے لوگ جب تیس سال کی عمر سے تجاوز کرتے ہیں تو ان کو موٹاپا ہو جاتا ہے اور بہت سے عوارض انسان کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔

ہاں اگر ورزش کی جاوے تو بفضلہ تعالیٰ بہت سے عوارض سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ اب اہم مسئلہ جس کی وجہ سے میں یہ چند الفاظ آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ورزش کس وقت کی جاوے؟ صبح کے وقت کی جاوے۔ رات کی جاوے یا دن کے کسی حصہ میں ورزش کی جاوے۔ اگر مناسب وقت مل جاوے تو کہاں کی جاوے کیونکہ بہت سے علاقے یا شہر ایسے ہیں جہاں ورزش کیلئے کوئی مناسب جگہ نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو اس جگہ پر ایک بڑی عمر کا بزرگ آدمی یا عام معزز آدمی ورزش نہیں کر سکتا۔ تو کیا ان مجبوریوں کی وجہ سے ہمیں ورزش کا خیال چھوڑ دینا چاہیئے؟ نہیں ورزش بہر حال ضروری ہے اس کے لئے میں آپ کو وقت بتاتا ہوں۔

عام طور پر شام کا کھانا نماز مغرب کے بعد کھایا جاتا ہے تو نماز عشاء کے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد آپ آہستہ سے اُٹھیں اور کسی بھی مناسب جگہ آپ جتنی چاہیں ورزش کر لیں۔

اس وقت ورزش کرنے کے درج ذیل فوائد ہیں۔

I۔ آپ کی نیند کم ہو جاوے گی اور آپ زیادہ کام کرنے کے قابل ہو جاویں گے۔

II۔ اگر صبح آپ نماز فجر کے لئے بمشکل بیدار ہوتے ہیں تو آپ آسانی سے نماز تہجد کے وقت بیدار ہو جایا کریں گے۔

III۔ ورزش کرنے سے جسم میں جو وقتی تھکاوٹ ہوتی ہے وہ آپ کے سونے سے دور ہو جاوے گی۔

IV۔ اس وقت ہر آدمی خواہ وہ کسی عمر یا کسی بڑے سے بڑے عہدے کا ہو ورزش سے لطف اٹھا سکتا ہے۔

V۔ آپ کے سارے دن کی ذہنی تھکاوٹ دور ہو جاوے گی۔

بعد ازاں ہر ورزش کرنے والے کیلئے میری یہ گذارش ہے کہ جب بھی ورزش کرے جس وقت بھی ورزش کرے زیر لب دعائیں پڑھتا رہے تاکہ اس کا یہ وقت بھی ذکر الٰہی سے خالی نہ ہو۔

(اس سلسلہ میں ہم یہ گذارش کریں گے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (نور اللہ مرقدہ) نے ایک دفعہ بتایا کہ جب حضور نے تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے تو یہ دیکھ کر کہ طالبعلم شام کے وقت خوش گپیوں میں وقت ضائع کرتے ہیں اور شرارتیں بھی کرتے ہیں اور زیادہ دیر تک جاگنے کی وجہ سے صبح جلدی اٹھ بھی نہیں پاتے تو میں نے شام کے وقت ان سے دوڑ لگوانی شروع کر دی۔ اس دوڑ سے وہ اتنا تھک جاتے تھے کہ جو بھی جلدی جاتے اور جلدی سونے کی وجہ سے صبح جاگ بھی جلدی جاتے اور شرارتوں کا موقعہ ہی نہ ملتا۔

اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ شام کی ورزش عشاء کے بعد کرنی چاہیئے یا نہیں، بھٹی صاحب نے تو عشاء کے بعد ہی کا وقت بتایا ہے۔ اور تجربے سے انہیں عشاء کے بعد کی ورزش مفید ثابت ہوئی ہے۔ اگر کوئی صاحب جو سکولوں یا کالجوں میں پی ٹی کرواتے ہیں اس امر پر روشنی ڈالیں تو ہم بھی اور ہمارے قارئین بھی ممنون ہونگے۔ یہ سب کے بھلے کی بات ہے جو بھی بتائے اس کا خدا بھلا کرے۔

بقیہ = خواتین کی سماجی مصروفیات

کہ وہ صرف گھر کی چار دیواری میں رہیں۔ اور بچوں کی پرورش کریں۔ بعض کورین مورخوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ آج کل خواتین کی جو حالت کوریا میں ہے ویسی ہی گذشتہ ۵۰۰۰ سال سے رہی ہے لیکن عام طور پر یہ سنا جاتا ہے کہ عورتوں نے محسوس کیا ہے کہ ان کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں۔ اور اس احساس نے انکو اس مہم کے لئے تیار کر دیا ہے کہ وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے قابل بن سکیں اور یہی کچھ اب ہو رہا ہے۔

خواتین کی بات ہو رہی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی طور پر دنیا کی مضبوط ترین عورت مسز مارگرٹ تھیچر کا بھی ذکر ہو جائے ہمارا خیال ہے کہ مسز تھیچر کے ذکر کے لئے ایک الگ مضمون درکار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم چند روز میں تھیچر کے گذشتہ دس سال آپ کی خدمت میں پیش کریں گے وہ گذشتہ دس سال سے وزیر اعظم ہیں۔

اس صدی میں وہی ایک ایسی وزیر اعظم ہیں جو تیسری دفعہ بھی وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہونے کے لئے انتخابات جیت گئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موسم خریف کے چارے

مویشی زمیندار اور کاشتکار کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ زراعت کی ترقی کا بڑا انحصار ان پر ہے۔ کاشتکاری کے کام آتے ہیں۔ دودھ دہی گوشت چمڑا وغیرہ مہیا کرتے ہیں۔ ان کی خوراک کے لئے سبز چارہ بڑا ضروری ہے۔ موسم سرما (ربیع) میں برسیم بڑا اچھا چارہ ہے۔ جو تقریباً چار پانچ ماہ سبز چارہ مویشیوں کی خوراک کے کام آتا ہے۔ چار پانچ کٹائیاں دیتا ہے۔ اسی طرح موسم خریف (گرما) میں چارہ کی ضرورت ہے لہٰذا اس موسم میں استعمال ہونے والے چارہ جات کے متعلق معلومات کاشتکاروں کے فائدے کے لئے دی جاتی ہیں۔

۱۔ جوار

یہ گرمیوں کا بہترین اور مویشیوں کا پسندیدہ چارہ ہے اس میں ۷ سے ۱۲ فی صد لحمیات ہوتے ہیں۔ خشک سالی کو بھی برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہے اس لئے آبپاشی اور بارانی علاقوں میں مقبول ہے۔ اس کی فصل ہلکی کلراٹھی زمین پر بھی کاشت کی جاسکتی ہے جبکہ اچھی زمین میں بہتر پیداوار دیتا ہے۔ زمین کو اچھی طرح تیار کرنا چاہیئے۔ مناسب ہل سہاگہ دے کر زمین ہموار کر لی جائے۔ اس کو ماہ مارچ تا ماہ اگست تک کاشت کیا جاسکتا ہے۔ بیج حاصل کرنے کے لئے ماہ جولائی میں کاشت کرنی چاہیئے۔ کاشت سے کافی پہلے گوبر کی کھاد ڈالنی مناسب ہے۔ اور بوقت کاشت کیمیاوی کھادیں نائٹروجن فاسفورس اور پوٹاش استعمال کرنی چاہیئے۔ بیج کی فصل کے لئے ایک بوری ڈی اے پی اور ایک بوری پوٹاش فی ایکڑ دیں۔ جبکہ چارہ کے لئے دو بوری نائٹروجن فاس استعمال کی جائے۔ چارہ حاصل کرنے کے لئے ۳۰ تا ۳۵ کلوگرام بیج فی ایکڑ اور غلہ کے لئے ۸ کلوگرام فی ایکڑ کافی ہے۔ جوار کی نئی ترقی دادہ اقسام جوار ۲۹۳ - جوار ۸۸، ہیگاری۔ ڈی جی پرل بڑی کامیاب ہیں۔

۲۔ سدا بہار چارہ

یہ جوار اور سوڈان گھاس کے ملاپ سے تیار کردہ ہے۔ یہ میٹھا چارہ ہے۔ گرمیوں کے موسم میں ۳-۴ کٹائیاں دیتا ہے۔ جانور بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

یہ کلر اور سیم زدہ زمینوں کے سوا ہر زمین میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ زمین کو اچھی طرح ہل سہاگہ دے کر تیار کیا جائے۔ اس کی کاشت کا بہترین وقت ۱۶ فروری سے ۱۵ مارچ ہے۔ شرح بیج ۸ کلوگرام فی ایکڑ ہے۔ اس کو سنگل لائن کاٹن ڈرل سے ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر قطاروں میں کاشت کیا جائے۔ اس طرح قطاروں کے درمیان ہل سے گوڈی آسانی سے ہوسکتی ہے۔ جڑی بوٹیاں تلف ہونے سے پیداوار بہتر ہوتی ہے۔ بوقت کاشت ایک بوری یوریا اور ایک بوری ڈی۔ اے۔ پی استعمال کی جائے۔ بعد ازاں ہر کٹائی کے بعد ایک بوری یوریا فی ایکڑ دے کر پانی لگایا جائے۔ تو بھرپور پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ پہلا پانی کاشت سے تین ہفتہ بعد دیں اور پھر حسب ضرورت پانی لگائیں۔

۳۔ باجرہ

خریف کا بڑا اہم چارہ ہے۔ نہری اور بارانی علاقوں میں یکساں مقبول ہے۔ بر وقت بارشوں کی وجہ سے اس کا رقبہ زیر کاشت بڑھ جاتا ہے۔ کلر اور سیم زدہ زمینوں کے سوا ہر قسم کی زمین میں کاشت ہوتا ہے۔ ہلکی میرا زمین جہاں پانی کا نکاس اچھا ہو بہترین ہے۔ زمین کو ۳-۴ ہل سہاگہ دیکر ہموار کرنا چاہیئے۔ نہری علاقوں میں چارے کے لئے شرح بیج چھ کلوگرام۔ بارانی علاقوں میں چار کلوگرام اور بیج کے لئے اڑھائی کلوگرام استعمال کیا جائے۔ اس کی کاشت اپریل سے ماہ اگست تک جاری رکھی جاسکتی ہے۔ بوقت کاشت ایک بوری ڈی۔ اے۔ پی استعمال کریں۔ اور جب فصل ۲-½ ۲ فٹ ہو جائے تو ایک بوری یوریا استعمال کریں۔ پہلا پانی کاشت سے تین ہفتہ بعد اور پھر حسب ضرورت دیا جائے۔

اقسام: جائنٹ باجرہ۔ سپر باجرہ ۱۸۔ کمپوزٹ ۷۹۔ ایم بی ۸۷۔

۴۔ رواں

یہ پھلی دار چارہ ہے۔ نہری علاقوں میں عموماً مکئی اور جوار میں ملا کر کاشت کیا جاتا ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں کے لئے بڑا مفید ہے۔ غذائیت سے بھرپور چارہ ہے۔ بھاری میرا زمین اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ چارے کے لئے ۱۲ کلو گرام بیج استعمال کیا جاتا ہے۔ بیج کے لئے ۸ کلوگرام فی ایکڑ کے حساب سے استعمال کیا جائے۔ کاشت مارچ سے جولائی تک ہوسکتی ہے۔ زمین اچھی تیار کی جائے اور بوقت کاشت ایک بوری ڈی۔ اے۔ پی کھاد فی ایکڑ استعمال کریں۔ پہلا پانی تین ہفتہ بعد اور پھر حسب ضرورت دیا جائے۔ ترقی دادہ اقسام رواں نمبر ۱ اور پی ۱۸ ہیں۔

مزید معلومات مقامی عملہ محکمہ زراعت سے حاصل کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔

——— مرسلہ نظارت زراعت

عفت مبارک صاحبہ

یادِ رفتگان

چوہدری مبارک احمد صاحب

میرے میاں چوہدری مبارک احمد مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز بدھ ایک حادثہ میں شدید زخمی ہونے اور جنرل ہسپتال لاہور میں چند گھنٹے زیر علاج رہنے کے بعد رات دس اور گیارہ بجے کے درمیان اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

جنازہ صبح چار بجے ربوہ لایا گیا۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال تھی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جان فدا کر

مبارک احمد نہایت ہمانیک سیرت، متقی انسان تھے۔ زیور اخلاق سے آراستہ۔ نفاست پسند تھے۔ نمازوں کا بہت التزام رکھتے تھے۔ نفلی روزے اکثر رکھا کرتے تھے۔ تہجد گزار تھے۔ نہایت خوش الحان تھے۔ قرآن پاک کو ایک عجیب جذبہ سے تلاوت کرتے تھے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کی بہت سی کتب کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عزیز از جماعت اصحاب کے ساتھ مختلف موضوعات پر کافی بول لیتے تھے۔ سلسلہ کی تمام تحریکوں میں پیش پیش تھے۔ وفات سے ایک سال قبل وہ بیرون ملک ملازمت کرتے تھے۔ اسطرح اُن کو چند دن میں بھرپور حصہ لینے کی توفیق بھی خدا تعالیٰ نے دی اور اس سعادت سے انہوں نے خدا کے حکم سے خوب فائدہ اٹھایا خدا تعالیٰ قبول بھی فرمائے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ سے بہت زیادہ پیار تھا۔ ان کو خط لکھنے کا بہت اشتیاق تھا۔

ہماری اولاد دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑا لڑکا ان کی وفات کے وقت ۵½ سال کا تھا اور چھوٹا بیٹا ½ ۱ ماہ کا تھا۔ دونوں بیٹوں کو وقف کیا ہوا تھا۔ بس یہی خواہش تھی کہ لڑکوں کو پڑھا لکھا کر قابل بنا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کر دونگا کہ حضور جو چاہیں کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مہلت نہ دی اب یہ تمام بوجھ مجھ ناتواں پر ہے خدا کرے میں اُن کی خواہشات کی تکمیل کر سکوں۔ تمام قارئین کرام کی خدمت میں خصوصاً افرادِ خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور بزرگانِ دین سے دردِ دلیشان سے درخواست ہے کہ وہ سب اپنی شبینہ دعاؤں میں مجھے اور میرے چاروں بچوں کو بھی یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ مجھے طاقت دے کہ میں انکی اچھی تربیت کر سکوں اور خدا انہیں رشد ہدایت صحت عمر دولت سے نوازے۔

خدا تعالیٰ میرے شوہر کو آغوش رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کا خود ہی حافظ و ناصر ہو جائے۔

جس دل میں یہ خواہش اور یہ طلب نہیں کہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ یقینی طور پر اس کو نصیب ہو وہ ایک مردہ دل ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ڈہرکی ضلع سکھر میں ایک تقریب

ڈہرکی ضلع سکھر میں ۲۱ اپریل بروز جمعہ ایک تقریب ہوئی جس میں تمام مرد و زن اور بچوں نے شرکت کی۔ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس اجلاس کا آغاز خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تلاوت قرآن مجید: مکرم عامر حبیب صاحب۔

مقابلہ نظم:۔ مقابلہ نظم میں تمام بچوں نے حصہ لیا۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ کا کلام سنایا۔ محترم حبیب محمد پرویز صاحب اور محترم ملک ممتاز احمد ناصر صاحب نے جج کے فرائض انجام دیئے اور مقابلہ میں عزیزم عدنان ناصر صاحب مکرم افتخار حبیب صاحب مکرم عامر حبیب صاحب۔ مکرم جہان زیب حبیب صاحب۔ مکرم داؤد احمد صاحب مکرم خوشنود احمد۔ مکرم عمران حبیب صاحب اور عزیزہ ثمینہ احمد نے حصہ لیا۔ ججز کے فیصلہ کے مطابق

مکرم داؤد احمد صاحب اوّل آئے۔

عزیزہ ثمینہ احمد دوم آئی۔

اوّل اور دوم آنے والے بچوں کو اجلاس کے اختتام پر انعامات دیئے گئے۔

اس نظم کے مقابلہ کے بعد

محترم منصور احمد نعیم صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا۔

آخر پر خاکسار نے ۲۳ مارچ جماعت احمدیہ کا یوم تاسیس کے موضوع پر مضمون دوستوں کو سنایا۔ اس کے بعد دعا پر اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

(فیروز احمد طارق)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تربیتی کلاس ملتوی کر دی گئی

خدام الاحمدیہ کی مرکزی سالانہ تربیتی کلاس جو کہ ۱۹ مئی تا یکم جون ۱۹۸۹ء کو ربوہ میں منعقد ہونا تھی۔ فی الحال ملتوی کی جاتی ہے۔ نئی تاریخ کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔

تمام خدام مطلع رہیں۔ قائدین اضلاع اور مقامی فوری طور پر سب خدام کو اطلاع پہنچانے کا اہتمام کریں۔

(ناظم اعلیٰ مرکزی سالانہ تربیتی کلاس)

میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا
بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں
جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں
(حقیقۃ الوحی)

★ بھارت نے نجیب انتظامیہ کی فوجی مدد کیلئے ایک چھاتہ بردار بریگیڈ اور ایک انجینئرنگ یونٹ افغانستان بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چھاتہ برداروں کو بارودی سرنگیں نصب کرنے اور پل بنانے کی خصوصی تربیت دی گئی ہے۔ امدادی فوج تین ہزار فوجیوں پر مشتمل ہوگی۔

★ ماسکو ریڈیو کے مطابق امریکہ کیطرف سے پاکستان کو دی جانے والی ہتھیاروں کی نئی کھیپ پاک بھارت تعلقات کے درمیان کشیدگی کا باعث بن رہی ہے۔ امداد میں شامل ایک بڑا مسئلہ امریکہ کی جانب سے پاکستان کو ایسے طیاروں کی فراہمی بھی شامل ہے جو ایٹمی ہتھیاروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے ہیں۔

★ چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے اندرون سندھ میں امن و امان کی صورتحال کو سنگین قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسکی اصل وجہ سماجی و اقتصادی ناہمواری ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ جمہوری حکومت ان حالات سے نمٹنے کیلئے زیادہ بہتر پوزیشن میں ہے۔

★ نئے وفاقی بجٹ کا مسودہ وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو پیش کر دیا گیا ہے۔ ڈاک اور تار کی شرح بڑھنے کے علاوہ سیمنٹ، کھاد، بجلی، پیٹرولیم اور اس کی مصنوعات اور آٹے کے نرخوں میں اضافہ کا امکان ہے۔ وزیراعظم نے بالواسطہ ٹیکس کم کرنے اور براہِ راست ٹیکس زیادہ کرنے کی ہدایت کی ہے تاکہ غریب عوام پر مالی بوجھ نہ پڑے۔ انہوں نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے خصوصی ہدایات دی ہیں۔ دوسری طرف اہم سرکاری اداروں میں کارکنوں نے ابھی سے ہڑتالیں اور کالی پٹیاں باندھنا شروع کر دی ہیں۔

★ وزارت تعلیم کے ایک اعلان کے مطابق نئی روشنی سکولوں کے ۱۵ ہزار اساتذہ کو صوبوں میں کھپایا جائے گا۔ اور ان میں سے جو ڈیپوٹیشن پر ہونگے انہیں انکے متعلقہ شعبوں میں بھیجدیا جائیگا۔

★ روس کے صدر گورباچوف چین کے دورے پر ہیں جہاں وہ چینی رہنما ڈنگ ژیاؤ پنگ سے ملاقات کریں گے۔ روس نے چینی سرحدوں پر کشیدگی کم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ روس کے صدر کے دورۂ چین کے ساتھ ہی منگولیا سے روسی فوجوں کا انخلاء شروع ہو جائیگا۔

★ پی آئی اے میں دو چھٹیوں کا نظام بحال کر دیا گیا ہے۔ اب دفاتر جمعہ اور ہفتہ کے روز بند رہا کریں گے۔ باقی دنوں میں ۵ بجے تک کام ہوگا۔ یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ ہفتہ وار ایک چھٹی کے باعث عالمی رابطے محدود ہو گئے تھے۔ کیونکہ دیگر اہم ممالک میں کام کے اوقات مختلف ہیں۔

★ اٹلی کی ایک عدالت نے "شیطانی آیات" کے مصنف سلمان رشدی کو عدالت میں حاضر ہونے اور اپنی کتاب میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے کی وضاحت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اٹلی واحد غیر مسلم ملک ہے جس نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ سلمان رشدی برطانوی شہری ہے اور برطانیہ میں روپوش ہے۔

★ کالے دھن کے خلاف سخت اقدامات ہونے کے خطرے کے پیش نظر منشیات کی سمگلنگ سے کمایا ہوا اربوں روپے کے کرنسی نوٹ عرب امارات کو سمگل کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

★ سوویت یونین میں ایک خصوصی کمیشن قائم کیا گیا ہے جو گذشتہ برس دسمبر میں آرمینیا کے زلزلہ کے نتیجہ میں گرنے والی ناقص عمارتوں کی تحقیق کرے گا اور ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کرے گا۔ کمیشن کے سربراہ نے بتایا کہ زیادہ تر عمارتوں کی تعمیر میں معمولی معیار کا کام کیا گیا تھا اور ڈیزائن کی خلاف ورزیاں بھی کی گئی تھیں۔ زلزلے میں کم سے کم ۲۵ ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

بے بی ٹانک
BABY TONIC
پیکنگ ۹۰ ٹیبلٹس: قیمت ۸/- علاوہ ڈاک خرچ
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: سیلز آفس ۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰

سرزمین قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷
برانچیں
کراچی۔ فون ۴۱۳۲۵۱
لاہور۔ 3.D.1 گلشن راوی
ملتان۔ چوک جہان محمد
منڈی بہاؤالدین۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خاں۔ فون ۴۷۹۹
ربوہ۔ اقصیٰ چوک فون ۵۵۸

مرکز احمدیت میں سب سے
قدیم اور باعتماد ادارہ
احباب کی خدمت میں پیش پیش
احمد اسٹیٹس
ربوہ۔ پاکستان
فون نمبر ۵۲۵